www.novelsclubb.com
الجائزہ
عبیرہ صابر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

الجائزہ

از

عبیرہ صابر

www.novelsclubb.com

ماحول میں سناٹے اور ویرانی کاراج تھا۔پوری سڑک پر اکلدکا سٹریٹ پولز روشن تھے جن کی روشنی اندھیرے کو ختم کرنے کے لئے ناکافی تھی۔سڑک کے دائیں اور بائیں جانب گھروں کی لمبی قطاریں تھیں۔یکایک دور سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکتی نظر آئیں۔اور چند لمحوں بعد وہ گاڑی سڑک کے وسط میں آرکی۔پچھلی جانب کادروازہ کھول کر ایک شخص باہر نکلااور اُس کے باہر نکلتے ہی گاڑی آگے بڑھ گئی۔اُس شخص نے سر اٹھا کر دائیں جانب بنے اُس دومنزلہ سفید گھر کو دیکھا جس پر قصر قیصر کی تختی جگمگا رہی تھی۔اُس نے اپنی جیبوں میں ہاتھ اڑسے اور قدم قدم چلتا گھر کی جانب آنے لگا سڑک کنارے سٹریٹ پول کے نیچے پہنچنے پر اُسکا حلیہ واضح ہوا۔وہ دراز قد کا ایک چھبیس،ستائیس سالہ مرد تھا۔جس نے اپنا چہرہ ماسک میں چھپایا ہوا تھا۔صرف اسکی آنکھیں واضح تھیں۔جن میں انتقام کی چنگاریاں تھیں۔وہ گھوم کر گھر کے پچھلے حصے کی جانب گیا۔اُس کی توقع کے عین مطابق

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دوسری منزل پر بنی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔اُس نے کھڑکی کے ساتھ اوپر جاتے پائپ کو ایک نظر دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہ مہارت سے پائپ پر چڑھ رہا تھا۔کھڑکی کے قریب پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ کھڑکی پر جمایا دوسرے ہاتھ سے کھڑکی کی راڈ کو پکڑا اور آہستگی سے کمرے میں کودا۔کمرا کسی بھی ذی روح سے خالی تھا۔البتہ باتھ رُوم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔اُس نے سب سے پہلے کمرے کا لاک لگایا اور دروازے کے دائیں جانب رکھے صوفے پر اطمینان سے بیٹھ کر کمرے کا جائزہ لیا۔کھڑکی کے بلکل سامنے ڈبل بیڈ رکھا تھا بیڈ کے بائیں طرف ایک رائٹنگ ٹیبل اور چیئر رکھی تھی۔ٹیبل پر چند کاغذات اور ایک کافی کا مگ رکھا ہوا تھا۔ابھی وہ کاغذات کو پڑھنے کے ارادے سے کھڑا ہوا ہی تھا کہ باتھ رُوم کا دروازہ کھلا اور اندر موجود شخص تولیے سے بالوں کو رگڑتا باہر نکلا۔

اُس نے تولیے کو بیڈ پر پھیلایا اور پیچھے کی جانب مڑتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔

نقاب پوش دروازے سے ٹیک لگائے اُسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا ذوالفقار صاحب پہچانا نہیں کیا؟" وہ نقاب چہرے سے ہٹاتا ہوا بولا۔"

تم!!"اُس کا چہرہ دیکھتے ہی ذوالفقار صاحب کے منہ سے نکلا۔"

اپیا ناشتے میں کتنی دیر ہے؟" حیام نے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے پوچھا۔"

بس ہونے والا ہے تیار۔ تم جا کر بابا کو بلا لاؤ۔" زینیا جلدی جلدی ہاتھ چلاتے" ہوئے بولی۔ وہ دراز قد کی تیکھے نین نقوش والی انیس سالہ لڑکی تھی۔ رنگت قدرے صاف اور بال جوڑے میں بندھے ہوئے تھے۔

بابا تو کمرے میں نہیں ہیں اپیا۔" وہ کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولی تو زینیا کے" انڈہ پھینٹتے ہاتھ لحظے بھر کو تھمے۔

کیا مطلب کمرے میں نہیں ہیں۔میں صبح فجر سے اٹھی ہوئی ہوں۔میں نے تو"

"نہیں دیکھا اُنہیں کہیں جاتے ہوئے۔تم کمرے میں دیکھو جا کر اچھی طرح۔

اچھا میں دوبارہ دیکھ لیتی ہوں" وہ کہتی واپس پلٹ گئی۔"

بابا۔۔بابا" حیام نے کمرے میں داخل ہو کر آوازیں دیں مگر جواب ندارد۔"

اُس نے باتھ رُوم کا دروازہ کھولا مگر وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔اُس نے ٹیبل کی جانب دیکھا وہاں ذوالفقار صاحب کا موبائل، گھڑی اور والٹ پڑا ہوا تھا مطلب وہ باہر نہیں گئے۔

جب باہر نہیں گئے تو پھر کہاں ہیں؟" وہ بڑبڑاتے ہوئے بولی۔"

کیا ہوا کہاں ہیں بابا!" اُس کو سیڑھیوں سے اترتے دیکھ کر زینیا نے بے چینی سے" پوچھا۔

"نہیں بابا کمرے میں نہیں ہیں۔"

"!بغیر بتائے تو کہیں نہیں جاتے بابا"

ایسا ہم تھوڑی دیر انتظار کر لیتے ہیں کیا پتا ایمرجنسی میں کہیں جانا پڑ گیا ہو اُنہیں۔"""

حیام کے کہنے پر اُس نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

صبح سے شام اور شام سے رات ہو گئی مگر ذوالفقار صاحب کا کچھ پتا نہ چل سکا۔

دونوں بہنوں کا مارے پریشانی کے برا حال تھا۔

"میرے خیال سے ہمیں پولیس میں رپورٹ درج کروا دینی چاہیئے۔"

حیام کے کہنے پر اُس نے ایک نظر بہن کو دیکھا اور بغیر کچھ کہے اٹھ کھڑی ہوئی۔

میں عبایا پہن کر آتی ہوں۔" زینیا یہ کہہ کر اپنے کمرے میں آئی عبایا پہن کر "

موبائل اٹھایا تو انجان نمبر سے پانچ مسڈ کالز دیکھ کر چونکی۔ وہ بعد میں کال کرنے کا

سوچتی عبایا پہنے لگی کہ موبائل پر کال آنے لگی۔

ہیلو؟" وہ غائب دماغی سے بولی۔"

زینی بیٹا۔" باپ کی آواز سن کر اُس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔"

بیٹا میری بات غور سے سنو۔ابھی اور اسی وقت حیام کو لو اور اپنے چھوٹے چچا کے "

"گھر چلی جاؤ۔

"مگر بابا۔۔آپ؟"

میری فکر نہیں کرو میں آجاونگا انشاءاللہ۔ابھی تم حیام کو اور خود کو بچاؤ۔"اتنا کہہ "

کر انہوں نے لائن کاٹ دی۔زینیا نے فوراً نمبر ملایا مگر اب نمبر بند جا رہا تھا۔

کیا ہوا۔کیا کہہ رہے تھے بابا؟"حیام جو تھوڑی دیر پہلے اُسے بلانے کی غرض سے "

کمرے میں آئی تھی اُسے ذوالفقار صاحب سے بات کرتے دیکھ کر بے چینی سے

پوچھنے لگی۔

"ہمیں نکلنا ہو گا یہاں سے، فوراً جو سامان لینا ہے لو اور جلدی نکلو۔"

"مگر اتنی اچانک کیوں؟؟

حیام میں تمہیں راستے میں سب بتادونگی مگر ابھی نکلو جلدی۔" وہ عجلت میں بولی" تو حیام جلدی سے اپنے کمرے میں چیزیں لینے بھاگی۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں گھر سے نکل گئی تھیں۔

"ایسا اگر چھوٹے چچا گھر پر نہ ہوئے تو ہم کہاں جائیں گے؟"

اللہ مالک ہے حیام!" دل میں وہ بھی پریشان تھی مگر بڑی ہونے کے ناطے تحمل کا" مظاہرہ کررہی تھی۔

ذوالفقار صاحب کی صرف دو بیٹیاں تھیں زینیا اور حیام۔ زینیا حیام سے چار سال بڑی تھی۔ انکی والدہ کا چند سال پہلے کینسر کے باعث انتقال ہوچکا تھا۔ ذوالفقار صاحب کا شمار شہر کے متمول تاجروں میں ہوتا تھا۔

اُن کے مین روڈ کی طرف بڑھتے قدموں کو سامنے سے آنے والے چار آدمیوں نے روکا تھا۔

وہ دونوں بے ساختہ پیچھے کی جانب ہٹیں۔

آپی۔" حیاّم نے اُس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔"

ڈرو نہیں چندا میں ہوں نا۔"اُس نے اُسے تسلی دیتے اپنے پیچھے کیا۔"

ہمارے پاس صرف یہ موبائل ہیں۔یہ لے لو اور ہمیں جانے دو۔"زینیا اسکی " جانب موبائل بڑھاتے ہوئے بولی۔ مگر اُن چاروں میں سے کسی ایک نے بھی ہاتھ آگے نہیں بڑھایا۔

اگر تم دونوں خاموشی سے ہمارے ساتھ چلنے پر راضی ہو جاؤ تو ہمیں زیادہ محنت" نہیں کرنی پڑے گی اور نہ ہی تم دونوں کو نقصان پہنچے گا۔"اُن میں سے ایک آگے آتے ہوئے بولا تو وہ دونوں پیچھے کی جانب ہوئیں۔

حیام۔"زینیا نے سرگوشی کی۔"

جی اپیا۔"وہ اُن آدمیوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔"

میں ان لوگوں کا دھیان اپنی طرف کرونگی اور تم فوراً بھاگ جانا۔" زینیا کی بات پر اُسکا سانس رکا۔

نہیں اپیا ایسا نہیں ہو سکتا میں آپکو چھوڑ کر نہیں جاؤنگی۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

ضد نہیں کرو حیام جیسا میں کہہ رہی ہوں ویسا کرو ورنہ ہم دونوں میں سے کوئی نہیں بچے گا۔" وہ دھیمی آواز میں اسکو سمجھاتے ہوئے بولی۔

اچانک زینیا نے پاس پڑا پتھر اٹھا کر سب سے آگے والے کو مارا اور حیام کا ہاتھ پکڑے سامنے موجود گلی کی جانب بھاگی۔

پکڑو اُنہیں جانے نہ پائیں وہ دونوں۔" جس آدمی کو پتھر لگا تھا وہ اپنا سر پکڑے چیخا" تو باقی تین تیزی سے بھاگے۔

اب کس طرف جانا ہے اپیا؟"گلی کو آگے دو حصوں میں تقسیم ہوتے دیکھ کر حیام" نے زینیا سے پوچھا۔

میں دائیں طرف جائوں گی اور تم بائیں طرف۔اور کچھ بھی ہو جائے حیام تم نے" رکنا نہیں ہے۔"وہ اُسے سمجھاتے ہوئے بولی۔اور پیچھے اُن آدمیوں کی آوازیں سن کر وہ دونوں مخالف سمتوں کی جانب بھاگیں۔

زینیا بغیر رکے اور پیچھے دیکھے بھاگ رہی تھی۔بھاگتے بھاگتے اُس کا سانس پھول گیا تھا مگر وہ جانتی تھی کہ اگر وہ رکی تو گئی۔

گلی کا موڑ مڑتے ہی وہ رکی۔سامنے سے گلی بند تھی۔وہ واپس پیچھے مڑی مگر تب تک دو آدمی وہاں پہنچ چکے تھے۔زینیا نے اُنہیں دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں وہ جانتی تھی کہ اب وہ نہیں بچے گی۔

سر آپ کو علی سر بلا رہے ہیں۔"انسپکٹر ضرار جو کسی فائل کا مطالعہ کرنے میں منہمک تھا چپڑاسی کی بات پر فائل سے سر اٹھا کر اُسے دیکھا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں آرہا ہوں۔"وہ فائل کو بند کر کے کیپ پہنتا ہوا بولا تو چپڑاسی سر ہلاتا واپس پلٹ گیا۔

السلام و علیکم سر۔آپ نے بلایا مجھے ؟"ضرار آفس میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔"

ہاں ضرار بیٹھو۔ایک اہم بات کرنی ہے میں نے۔"انسپکٹر علی سامنے پڑی کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

اوپر سے اطلاع ملی ہے کہ کل رات ہائی وے پر ایک ٹرک گزرے گا جس میں اغوا" کی ہوئی لڑکیاں ہیں۔ہمیں اُس ٹھکانے کا بھی پتا چل گیا ہے جہاں اُن لڑکیوں کو رکھا گیا ہے۔ہم نے کل رات سے پہلے پہلے وہاں جا کر اُن معصوم بچیوں کو بازیاب کروانا ہے۔میں نے چند سپاہی سادہ لباس میں وہاں بھیج دیئے ہیں کہ تاکہ ہمیں انکی پل پل کی خبر مل سکے۔"وہ تفصیل سے سب بتاتے ہوئے بولے۔

"ٹھیک ہے سر۔ مگر ریڈ کس ٹائم کرنی ہے؟"

کل شام پانچ بجے۔ بالکل ہوشیار رہنا۔ ہماری ذرا سی غفلت سے اُن بچیوں کی " جان خطرے میں پڑ سکتی ہے۔اور مزید یہ فائل پڑھ لو اس میں سب درج ہے۔" انسپکٹر علی اسکی جانب ایک فائل بڑھاتے ہوئے بولے۔

بے فکر رہیے سر آپ کو کوئی شکایت نہیں ملے گی۔"انسپکٹر ضرار فائل لیتے" ہوئے بولا۔

---

www.novelsclubb.com

غور سے دیکھو یہیں کہیں ہو گی وہ لڑکی۔"آواز پر حیام مزید گاڑی کی اوٹ میں" ہو گئی۔ کچھ دیر وہ اُسے تلاشتے رہے پھر واپس جانے کے لئے پلٹ گئے تو حیام نے سکون کا سانس لیا۔ گاڑی کی اوٹ سے نکل کر اُس نے آس پاس کا جائزہ لیا۔ بھاگتے بھاگتے وہ بہت دور نکل آئی تھی۔ اپنی جان بچانے کے خاطر وہ سمت کا اندازہ کئے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بغیر بس کئی گھنٹے دوڑتی رہی تھی جس کی وجہ سے اُس کے پیر شدید درد کر رہے تھے۔ کئی جگہ وہ ٹھوکر کھا کر گری بھی تھی۔ مگر اُسے ان سب کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ جس جگہ وہ چھپی تھی وہ شاید کوئی بہت پرانی فیکٹری تھی۔ جس کے احاطے میں کئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ آس پاس سب سناٹا تھا۔ سامنے ہی مین روڈ تھا جس اور اُس نے ابھی تک کوئی گاڑی گزرتے نہیں دیکھی تھی۔ وہ مدد مانگنے کی غرض سے مین روڈ کی جانب آئی۔ دل ہی دل میں وہ زینیا کی سلامتی کی دعا بھی مانگ رہی تھی۔ اُس کو کھڑے کافی دیر گزر گئی مگر سڑک پر کسی گاڑی کا نام و نشان نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

ابھی وہ فیکٹری میں جا کر دیکھنے کا سوچ رہی تھی۔ کہ اُسے دور سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکتی نظر آئیں۔

"سر۔"

ہوں "انسپکٹر ضرار مصروف سے انداز میں بولا۔"

سر شاید سڑک کے کنارے کوئی کھڑا ہاتھ دے رہا ہے مدد مانگنے کے لیے۔ "خدا بخش کے کہنے پر انسپکٹر ضرار نے موبائل سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا۔ جہاں واقعی کوئی کھڑا ہاتھ دے رہا تھا۔

گاڑی روکو خدا بخش۔ "انسپکٹر ضرار کے کہنے پر اُس نے گاڑی اُس وجود کے قریب " لا کر روکی۔

آپ یہاں رات کے اس پہر کیا کر رہی ہیں میڈم؟ "انسپکٹر ضرار نے شیشہ نیچے " کرتے اُس لڑکی سے پوچھا جس کے چہرے پر بے انتہا خوف تھا۔

سر پلیز مجھے میرے گھر ڈراپ کر دیں۔ میں راستہ بھٹک گئی ہوں۔ "اُس کے " منّت بھرے لہجے میں کہنے پر انسپکٹر ضرار نے چند لمحے سوچا۔

ٹھیک ہے آجاؤ۔" وہ اجازت دیتے ہوئے بولا۔"

"نام کیا ہے تمہارا؟"

حیام. "اُس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔"

رات کے اس پہر آپ اس سنسان سڑک پر کیا کر رہی تھیں حیام بی بی؟" انسپکٹر" ضرار کے پوچھنے پر وہ خاموش ہو گئی۔

دیکھئے بی بی میں خود ایک پولیس والا ہوں۔ اگر آپ مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دیں گی" تو شاید میں آپکی کچھ مدد کر سکوں۔" انسپکٹر ضرار کے کہنے حیام نے چند لمحے سوچا اور پھر وہ بولنا شروع ہوئی۔

www.novelsclubb.com

زینیا کی آنکھ کھلی تو وہ ایک بند تہہ خانے میں تھی۔ تاریک اور گھٹن زدہ تہہ خانہ جس میں روشنی کی ایک رمق تک نہیں تھی۔ صرف ایک لوہے کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ اُس کے ذہن میں سب سے پہلا خیال حیام کا آیا۔ نہ جانے وہ بھاگ گئی ہو گی یا اُس کی طرح کسی تہہ خانے میں بند ہو گی۔ وہ دل ہی دل میں اُس کی حفاظت کی دعا مانگتی دیوار کا سہارا لیتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اُس کے سر کا

پچھلا حصہ بے حد درد کر رہا تھا۔ اُس کو یاد آیا بیہوش ہونے سے پہلے اُن آدمیوں میں سے ایک نے اُس کے سر پر لوہے کی راڈ سے وار کیا تھا۔

کوئی ہے؟" وہ چلائی۔ مگر اُس تاریک تہہ خانے میں اُس کی آواز گونج کر رہ گئی۔"

یااللہ میری مدد فرما!" نہایت بے بسی کے عالم میں زینیا دوبارہ دیوار سے پشت لگا" کر بیٹھ گئی۔ سر پر چوٹ لگنے اور کمزوری کے باعث اُس کی آنکھیں آہستہ آہستہ دوبارہ بند ہو رہی تھیں۔ اور کچھ ہی دیر بعد وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

آپ نے اُن آدمیوں میں سے کسی کا چہرہ دیکھا تھا۔" حیام کی ساری بات سن لینے کے بعد انسپکٹر ضرار نے سوال کیا۔

"نہیں۔اُن سب نے اپنے چہرے ماسک سے ڈھکے ہوئے تھے۔ "

"ہم آپ کو گھر چھوڑ دیتے ہیں۔آپ اپنے والد اور بہن کی کوئی تصویر لا کر ہمیں دے دیں۔اور میں اپنے کچھ سپاہی بھی آپ کی حفاظت کی غرض سے وہاں تعینات کر دونگا۔آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔" انسپکٹر ضرار کے کہنے پر حیام نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ لیجیے تصویر۔" گھر پہنچتے ہی حیام نے اندر سے زینیا اور ذوالفقار صاحب کی تصاویر لا کر اُسے دے دیں۔

بہت شکریہ۔آپ پریشان نہ ہوں۔انشاءاللہ آپ کی بہن اور والد کو بہت جلد" ڈھونڈھ لیا جائے گا۔"انسپکٹر ضرار نے اُس سے تصاویر لیتے ہوئے کہا تو وہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔انسپکٹر ضرار کے جانے کے بعد وہ گھر میں داخل ہوئی تو خالی گھر دیکھ کر اُسے وحشت کا احساس ہوا۔اُس کے چہرے پر تھکن اور خوف کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔کپڑوں اور ہاتھوں پر جگہ جگہ مٹی لگی ہوئی تھی۔بغیر رکے کئی گھنٹے دوڑنے کے باعث پاؤں پر سوجن آگئی تھی۔وہ آرام کرنا چاہتی تھی مگر جانتی تھی کہ نیند اتنی جلدی مہربان ہونے والی نہیں اُس پر۔

www.novelsclubb.com

یہ ایک پرانی اور بوسیدہ عمارت کا منظر تھا۔جو شہر سے قدرے دور ایک سنسان جگہ پر بنی ہوئی تھی۔اگر اُس عمارت کے اندر جا کر دیکھا جائے تو بلکل سامنے بنے دو کمروں میں بہت سی معصوم بچیوں کو رکھا گیا تھا۔جن میں سے کچھ بے ہوش تھیں اور کچھ خوف زدہ۔عمارت کے اندر اور اطراف بہت سے آدمی جگہ جگہ پہرہ دیتے

نظر آرہے تھے۔اگر ہم تھوڑا اور آگے جائیں تو چند سیڑھیاں چڑھ کر ایک لمبی سی راہداری تھی جس کے آخری سرے پر بنے ایک کمرے میں سے چند آدمیوں کی باتیں کرنے کی آواز آرہی تھی۔

کیا کرنا ہے باس؟"ایک دُبلے پتلے آدمی جس کے چہرے پر جا بجا دانے نکلے" ہوئے تھے سر پر بال نہ ہونے کے برابر تھے بولا۔

رات آٹھ بجے سے پہلے پہلے نکلنا ہے ہمیں ہر حالت میں جہانزیب۔ تمام لڑکیوں" کو بیہوشی کا انجکشن لگادو کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیئے۔"اُس نے کرسی سے کھڑے ہو کر اپنا رخ جہانزیب کی طرف موڑا تو اُس کا حلیہ واضح ہوا وہ دراز قد کا ایک چھبیس ستائیس سالہ مرد تھا۔ کلین شیو چہرہ کالی سیاہ آنکھیں جن میں انتقام کا جذبہ صاف دکھ رہا تھا۔

اور اس لڑکی اور اُس کے باپ کا کیا کیا کرنا ہے جن کو الگ رکھا ہوا ہے؟""""

جہانزیب جاتے جاتے واپس پلٹا۔

اُس لڑکی کو بھی بیہوش کر کے ٹرک میں ڈال دو۔اور اُس کے باپ کا کام تمام " کر دو۔"وہ سفاکی سے بولتا کمرے سے نکلا تو جہانزیب بھی اُس کے حکم پر سر ہلاتا اُس کے پیچھے ہی کمرے سے نکلا۔

اگر ہم اُس عمارت سے باہر نکل کر دیکھیں تو بہت سے پولیس اہلکار سادہ لباس میں ملبوس عمارت کے اطراف میں کھڑے نظر آئیں گے۔جن کی عقاب کی سی نظریں چاروں طرف پہرہ دے رہی تھیں۔اطلاع کے مطابق انسپکٹر ضرار اور علی پولیس اسٹیشن سے نکل چکے تھے۔مگر عمارت شہر سے قدرے دور بنی ہونے کی وجہ سے اُنہیں پہنچنے میں وقت لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کاشف سر سے بات ہوئی کتنا وقت لگے گا اُنہیں پہنچنے میں؟ ہمارے پاس زیادہ " ٹائم نہیں ہے۔"ایک اہلکار دوسرے کے پاس آکر آہستگی سے بولا۔

نکل چکے ہیں سیشن سے۔میرے اندازے کے مطابق آدھے گھنٹے میں پہنچ جائیں گے۔"دوسرا اہلکار آس پاس دیکھتا ہوا بولا۔

تم دونوں کیا باتیں کر رہے ہو کھڑے ہوئے۔جاؤ جا کر آس پاس کا جائزہ لے کر" آؤ کہ کہیں کوئی گڑ بڑ تو نہیں۔"آواز پر اُن دونوں نے پلٹ کر دیکھا تو کچھ فاصلے پر جہانزیب کھڑا تھا۔

(بس تھوڑی دیر اور حکم چلالو پھر ہمارا وقت آئیگا انشاءاللہ)"کاشف دل میں" سوچتے ہوئے بولا۔

جارہے ہیں۔" وہ اُن دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ہوئے بولے اور" آگے بڑھ گئے۔

گاڑی کو کافی دور روکنا خدا بخش۔اُنہیں زرا سا بھی شک نہیں ہونا چاہئے۔"انسپکٹر" علی کے کہنے پر خدا بخش نے عمارت سے کافی دور ایک دیوار کی آڑ میں گاڑی روکی۔۔

انسپکٹر ضرار آپ پچھلی طرف سے جائیں گے اور میں اُن کر کے بائیں طرف " سے۔بہت دیہان سے جانا ہے۔کسی بچی کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور کاشف کو پیغام

دے دیجئے کہ تیار رہے۔"انسپکٹر علی نے ضرار کو تاکید کی تو وہ اثبات میں سر ہلاتا چند سپاہیوں کو لیکر عمارت کی پچھلی جانب بڑھ گیا۔

آپ لوگ میرے ساتھ آئے۔"انسپکٹر علی باقی اہلکاروں کو بولتے دائیں جانب " بڑھ گئے۔

لڑکیوں کو کس کمرے میں رکھا گیا ہے کاشف"کاشف کے ائر پیس میں انسپکٹر " ضرار کی آواز گونجی۔

سر اگر آپ پیچھے سے آرہے ہیں تو ایک لمبی راہداری آئیگی اُس کو پار کر کے دائیں" جانب مڑیں گے تو بلکل شروع کے دو کمرے ہیں۔اُن دونوں میں بچیوں کو رکھا گیا ہے۔اور بائیں جانب چند سیڑھیاں اُپر جا رہی ہیں۔وہاں بھی ایک راہداری ہے۔ اُس کے آخری سرے پر اُن لوگوں کے باس کا کمرہ ہے اور اُس کمرے کے بلکل سامنے ایک اور کمرہ ہے جس میں انہوں نے کسی بوڑھے شخص کو بند کر رکھا ہے۔" کاشف تفصیل بتاتے ہوئے بولا۔

ٹھیک ہے ہم پچھلی طرف سے آرہے ہیں۔ تم دیھان رکھو کہ کوئی باہر نا"
جاسکے۔۔"انسپکٹر ضرار نے اُسے حکم دیا۔

پولیس "ابھی انسپکٹر ضرار نے دیوار پھلانگی ہی تھی کہ ایک آدمی اُنہیں دیکھ کر"
چلایا مگر اگلے ہی لمحے انسپکٹر ضرار اپنی گولی سے اسکی آواز بند کرچکے تھے۔

گولی کی آواز کہاں سے آئی۔"جہانزیب جو تہہ خانے کی طرف جارہا تھا گولی کی"
آواز سن کر ٹھٹکا۔"جلدی دیکھو جاکر گولی کہاں سے چلی ہے"وہ اپنے ایک آدمی
سے بولا۔

وہ۔۔۔وہ پولیس نے حملہ کردیا ہے۔"ابھی اُس نے اپنا آدمی دوڑایا ہی تھا کہ "
مخالف سمت سے آکر ایک نے ہانپتے ہوئے اطلاع دی تو جہانزیب کے چہرے کی
ہوائیاں اڑ گئیں۔وہ الٹے پیروں اوپر کی جانب بھاگا۔

لڑکیوں کے کمروں کی حفاظت کرو جلدی۔"وہ تیز تیز بولتا باس کے کمرے کی"
جانب بڑھ گیا۔

باس۔۔باس۔۔پولیس نے چھاپہ مار دیا ہے۔" جہانزیب کے کہنے پر وہ تیزی سے اُس کی جانب مڑا۔

کیا کہہ رہے ہو۔پولیس ایسے کیسے آسکتی ہے یہاں۔" وہ کھڑکی سے نیچے جھانکتے " ہوئے بولا جہاں پولیس اُن کے آدمیوں کو قبضے میں لے چکی تھی۔

کیا کرنا ہے باس؟" جہانزیب تشویش سے بولا۔"

آؤ میرے ساتھ۔" وہ تیزی سے بولتا باہر کی جانب بڑھا۔ابھی تک پولیس اندر " تک نہیں پہنچی تھی۔دائیں جانب بھی ایک دروازہ تھا جو باہر کی جانب کھل رہا تھا۔

وہ دونوں تیزی سے اُس دروازے کی جانب بڑھے مگر باہر نہ نکل سکے کیوں کہ دروازہ کھولتے ہی اُسے انسپکٹر علی کی شکل نظر آئی۔جہانزیب نے فوراً دروازہ بند کرنا چاہا مگر انسپکٹر علی نے اپنا پاؤں دروازے میں اٹکا دیا۔وہ دونوں پیچھے کی جانب مڑے مگر تب تک انسپکٹر ضرار وہاں پہنچ چکے تھے۔

بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں کیوں کہ تم دونوں طرف سے گھیرے جا چکے ہو۔""

انسپکٹر علی اندر داخل ہوتے ہوئے بولے۔اُن لوگوں کو قابو پانے پر زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔کیوں کہ سادہ لباس میں موجود اُن لوگوں کے بیچ اہلکاروں نے کافیوں کا کام تمام کر دیا تھا۔اس لیے تھوڑی ہی دیر میں وہ سارے کے سارے پکڑے جا چکے تھے۔

سارے کمروں کی تلاشی لو۔اور جتنی بھی لڑکیاں ہیں اُن سب کو حفاظت سے " گاڑی میں بٹھاؤ۔"انسپکٹر علی کے کہنے پر کچھ سپاہی کمروں کی جانب بڑھ گئے۔

تمہارا بیان ہم تھانے لے جا کر لیں گے۔"انسپکٹر علی جہانزیب اور اُس کے باس " کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔

سر نیچے بنے ایک تہہ خانے میں صرف یہی ایک لڑکی کو رکھا گیا ہے۔"ایک " سپاہی نیچے سے ایک لڑکی کو لے کر آیا تو انسپکٹر ضرار چونکا۔

آپ زینیا ہیں؟"وہ اُس کی جانب غور سے دیکھ کر پوچھنے لگا۔"

www.novelsclubb.com

آپ کو کیسے معلوم ؟"زینیا حیران تھی کیوں کہ اُس نے انسپکٹر ضرار کو پہلی دفعہ " دیکھا تھا۔

ا"آپکی بہن نے بتایا تھا کہ آپ اور آپ کے والد گمشدہ ہیں۔انہوں نے آپ دونوں کی تصاویر بھی دی تھیں اس لیے میں پہچان گیا۔"وہ تفصیل بتاتے ہوئے بولے۔

"میرے والد کا کچھ پتہ چلا ؟"

جی وہ بھی مل گئے ہیں۔ مگر ابھی آپ اُن سے نہیں مل سکتیں کیوں کہ ہمیں اُن کا" بیان چاہیئے بیان لینے کے بعد ہم اُنہیں گھر چھوڑ دیں گے۔ابھی آپ کو ہم گھر چھوڑ دیتے ہیں۔"وہ باہر کی جانب بڑھتے ہوئے بولے تو زینیا نے بھی خاموشی سے اُن کے پیچھے قدم بڑھا دیئے۔

نام کیا ہے تمہارا؟"انسپکٹر علی اُس کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے تو"
اُس نے اپنا جھکا سر اٹھایا۔وہ انسپکٹر علی کے بالکل سامنے والی کرسی پر بیٹھا تھا۔اُن دونوں کے بیچ میں ایک میز حائل تھی۔جس پر اُس نے اپنے ہتھکڑی لگے ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔اوپر ایک بہت کم روشنی والا بلب جھول رہا تھا۔

"ہشام۔"

"لڑکیوں کا کاروبار کب سے کر رہے ہو؟"

"پچھلے پانچ سال سے۔"

"یہ کام تم اکیلے نہیں کر سکتے۔کون ہے تمہارا ساتھی؟"

"میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔"

دیکھو میں تم سے پیار سے پوچھ رہا ہوں اس لئے تم بھی سارے سوالوں کے " جوابات صحیح دے دو۔"انسپکٹر علی اُسے تحمل سے سمجھاتے ہوئے بولے۔

www.novelsclubb.com

میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔جو تھا اُس نے میرے ساتھ غداری کری تھی اس لئے "
مروادیا اُسے۔" وہ میز کی سطح کو گھورتے ہوئے بولا۔

"کیا کیا تھا اُس نے؟"

اُس نے میری بہن کو بیچ دیا تھا آگے۔اور وہ میرا بھی پتا صاف کرانا چاہتا تھا اس "
"لئے میں نے اسے مروادیا۔

"تم دونوں پارٹنر کیسے بنے اور یہ کام کیسے شروع کیا؟"

وہ میرا دور کا کزن ہے۔ہم دونوں کسی سیٹھ کے ہاں ملازم تھے۔وہ یہ کام کرتا تھا۔"
"اور اسی نے ہم دونوں کو یہ راہ دکھائی تھی۔

"اب کہاں ہے وہ سیٹھ؟"

"پولیس مقابلے میں مارا گیا تھا چند سال پہلے۔"

"اپنے پارٹنر کا نام بتاؤ۔"

بابا آپ کو پتا ہے۔ ہم دونوں کتنا پریشان ہو گئے تھے۔" حیام کے کہنے پر ذوالفقار"
صاحب مسکرائے۔

میرا بچہ میں جانتا ہوں۔ تم دونوں میری کل کائنات ہو" وہ محبت سے بولے تو"
ناشتہ لاتی زینیا مسکرائی۔ جب سے ذوالفقار صاحب اور زینیا گھر واپس آئے تھے
حیام اُن دونوں سے ایک لمحے کے لیے بھی دور نہیں ہوئی تھی۔ اُسے لگتا تھا اگر وہ
دور ہوئی تو وہ دونوں پھر سے چلے جائیں گے۔

چلیں اب جلدی سے ناشتہ کرلیں ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔" زینیا کرسی پر بیٹھتے"
ہوئے بولی۔ ابھی انہوں نے ناشتہ شروع ہی کیا تھا کے ڈور بیل کی آواز آئی۔

میں دیکھتی ہوں۔" حیام کرسی سے اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے"
بولی۔ مگر چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو اُس کے ساتھ دو پولیس کانسٹیبل بھی
تھے۔

مسٹر ذوالفقار آپ کو ہمارے ساتھ تھانے چلنا ہے۔ ہمارے پاس اریسٹ وارنٹ"

"ہیں آپ کے۔

مگر کیوں بابا نے کیا کیا ہے ایسا؟" زینیا آگے آتے ہوئے بولی۔"

دیکھئے اب یہ تو تھانے جا کر ہی معلوم ہو گا۔" کانسٹیبل کے کہنے پر ذوالفقار صاحب"

آگے آئے۔

چلیں سر میں تیار ہوں۔" وہ کانسٹیبل سے بول کر زینیا اور حیام کی طرف"

مڑے۔" تم دونوں ایک دوسرے کا خیال رکھنا۔ میں آجاؤں گا شام تک۔" اُن

کے کہنے پر اُن دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

آیئے ذوالفقار صاحب آیئے۔" انسپکٹر علی نے اُنہیں تھانے میں داخل ہوتے "

دیکھ کر کہا۔

"میں اپنا بیان دے چکا ہوں انسپکٹر صاحب پھر دوبارہ کیوں لایا گیا ہے مجھے؟"

کسی سے ملوانا تھا آپ کو۔ لے کر آؤ اُسے۔"انسپکٹر علی نے پہلا جملہ ذوالفقار "
صاحب سے اور دوسرا کانسٹیبل سے کہا۔

"کس سے ؟"

اس سے" وہ اُن کے پیچھے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ تو ذوالفقار صاحب پیچھے کی "
جانب مڑے اندر احتشام داخل ہو رہا تھا۔

یہ۔۔۔۔یہ۔۔ کون ہے میں نہیں جانتا۔" وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولے۔"

تم۔۔ تم زندہ ہو ابھی تک ؟" احتشام اُسے دیکھ کر چونکا۔"

کوئی بات نہیں میں بتا دیتا ہوں۔ یہ آپ کا دور کا کزن ہے۔ جس کے ساتھ آپ "
معصوم بچیوں کو بیچنے کا کاروبار کرتے تھے اور احتشام صاحب ہم نے آپ کے آدمی
کو اس تک پہنچنے سے پہلے سے پکڑ لیا تھا۔ اس لئے یہ زندہ ہیں۔"انسپکٹر علی پہلے
ذوالفقار اور پھر احتشام سے بولے۔

www.novelsclubb.com

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔میں نہیں جانتا اس کو۔اس نے تو خود مجھے قید کر کے رکھا ہوا تھا۔"

"ہاں کیوں کہ آپ نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔وہ تو آپ کی قسمت اچھی تھی کہ وقت پر ہم لوگ پہنچ گئے۔ورنہ اب تک آپ اللہ کو پیارے ہو چکے ہوتے۔"

انسپکٹر علی طنزیہ لہجے میں بولے۔

"دیکھئے انسپکٹر صاحب مجھے واقعی سمجھ نہیں آرہا۔آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔۔ابھی سب یاد آجائے گا۔" وہ دراز میں سے خاکی رنگ کا لفافہ نکالتے ہوئے بولے۔

"اب بتائیے کیا اب بھی نہیں جانتے آپ احتشام کو۔" انسپیکٹر علی لفافے میں سے چند تصاویر نکالتے ہوئے بولے۔

تصویریں دیکھ کر ذوالفقار صاحب کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔وہ اُن کی اور احتشام کے ساتھ کی تصویریں تھیں۔

بہتر یہی ہو گا کہ آپ اپنا جرم خود قبول کر لیں ذوالفقار صاحب ورنہ ہمارے پاس" اور بھی کئی طریقے ہیں اگلوانے کے۔"انسپکٹر علی کے سرد لہجے پر ذوالفقار صاحب نے اپنا سر جھکا لیا۔

جس رات احتشام آپ کے پاس آیا تھا اُس رات کیا ہوا تھا؟"انسپکٹر علی کے پوچھنے" پر ذوالفقار صاحب نے کہنا شروع کیا۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

تم"احتشام کو دیکھتے ہی ذوالفقار صاحب کے منہ سے نکلا۔"

ہاں میں تمہیں کیا لگا اتنی آسانی سے میں تمہارا پیچھا چھوڑ دونگا۔"وہ دروازے" سے ٹیک ہٹاتے ہوئے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دیکھو احتشام ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔" وہ اُس کے ارادے سمجھتے ہوئے" بولے۔

بیٹھ کر بات کرنے کا وقت گزر گیا ذوالفقار۔ تمہیں کیا لگا تھا میری بہن کو خاموشی" سے آگے بیچ دو گے اور مجھے کچھ پتہ نہیں چلے گا۔؟" اُس کا لہجہ بے حد ٹھنڈا تھا مگر اُس کی آنکھوں میں انتقام کی چنگاریاں صاف دکھ رہی تھیں۔

دیکھو تمہیں جتنے پیسے چاہیئے مجھ سے لے لو۔ اس طرح لڑنے کا کوئی فائدہ" نہیں۔" اُن کے کہنے پر وہ ہنسا۔

"لڑ کون رہا ہے۔ میں تو ایک ڈیل کرنے آیا ہوں۔"

کیسی ڈیل؟" وہ بغور اُس کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔"

لڑکی کے بدلے لڑکی۔" وہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھتے ہوئے بولا۔"

تمہارا دماغ خراب ہے۔ خبردار جو تم نے میری بیٹیوں کے متعلق سوچا بھی تو۔"""

اُس کی بات سن کر وہ بھڑک اٹھے تھے۔

جس کو تم نے چند دن پہلے بیچا ہے وہ بھی بہن تھی میری۔" وہ غرّایا۔"

دیکھو مجھ سے غلطی ہوئی ہے میں مانتا ہوں۔ مگر یہ مسئلے کا حل نہیں ہے۔" وہ "

اُسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولے۔

مسئلے کا کیا حل میں میں تمہیں بتا چکا ہوں۔" وہ صوفے پر سے کھڑے ہوتے "

ہوئے بولا۔

ایسا نہیں ہوگا۔ میں تمہیں منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہوں۔" ذوالفقار صاحب "

نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔

آپ کی مرضی ہے ذوالفقار صاحب۔" وہ اُن کی جانب بڑھتا ہوا بولا۔ "

"کیا مطلب؟"

مطلب یہ۔۔کہ۔۔"اُن کے کچھ سمجھنے سے پہلے اُس نے اپنی جیب سے انجکشن" نکالا اور پلک جھپکتے میں اُن کے بازو میں گھونپ دیا۔

آہ۔"وہ اُس کو دور ہٹانے کی کوشش کرنے لگے مگر انجکشن بہت زیاد پاور کا تھا۔" لمحوں میں وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئے تھے۔

یہ راستہ تم نے خود چنا ہے ذوالفقار۔"وہ نفرت سے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے" بولا۔

شرم آنی چاہیئے آپ کو ذوالفقار صاحب اپنی بیٹیوں پر آپ ایک آنچ نہیں آنے" دیتے اور دوسروں کی بیٹیوں کو آگے بیچتے ہوئے اُن کے ماں باپ کا خیال نہیں آتا آپ کو"انسپکٹر علی کے کہنے پر ذوالفقار صاحب کا جھکا سر مزید جھک گیا۔

آگے کیا ہوا تھا۔"انہوں نے اپنا رخ احتشام کی جانب موڑا۔"

"ذوالفقار کے بیہوش ہونے کے بعد میں نے اپنے آدمیوں کو کال کر کے بلایا جو گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑے تھے۔آدھی رات کا وقت تھا۔اس کی دونوں بیٹیاں اپنے اپنے کمروں میں تھیں اس لیے اسے لے جاتے ہوئے ہمیں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔"

"جب ذوالفقار کو اغوا کر لیا تھا تو پھر بیٹیوں کو کیوں پکڑا؟"

"جس طرح اُس نے میری بہن کو بیچ دیا تھا بالکل اسی طرح میں بھی چاہتا تھا کہ اس کی بیٹیوں کو اسی کے سامنے بیچوں۔اور اس کام کے لئے میں کسی مناسب وقت کا انتظار کر رہا تھا مگر اُس نے اُنہیں کال کر دی جس کی وجہ سے مجھے فوراً اپنے آدمی بھیجنے پڑے۔"

" مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ میری بیٹیوں کے ساتھ برا کرے گا اس لیے جب اس کا آدمی میرے لئے کھانا لے کر آیا تو میں نے نہایت ہوشیاری سے اُس کا موبائل جیب سے نکال کر فوراً زینیا کو کال کری۔ مگر میری بات پوری ہونے سے پہلے وہ اپنا

موبائل ڈھونڈھنے کمرے میں واپس آگیا تھا۔" احتشام کے خاموش ہونے پر ذوالفقار صاحب بولے۔

دوسروں کی بیٹیوں کو آگے بیچتے ہوئے تم لوگوں کو یہ خیال نہیں آتا تھا کہ وہ بھی کسی کی بیٹیاں ہیں۔اپنی بیٹی اور بہن پر بات آئی تو تم دونوں تڑپ اٹھے۔" انسپکٹر علی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان دونوں کو گولی سے اُڑا دے۔

جن بیٹیوں کے لئے آپ دیوتا ہیں ذوالفقار صاحب جب اُنہیں پتا چلے گا کہ آپ کا اصل چہرہ کیا ہے تو سوچا ہے اُن کا کیا حال ہوگا؟۔تم دونوں کا جرم بہت بڑا اور گھناؤنا ہے۔کسی معافی کے لائق نہیں ہو تم دونوں۔" وہ نفرت سے اُن دونوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولے۔" میرا بس چلے تو ابھی موت کے گھاٹ اتار دوں۔لے جاؤ ان دونوں کو اور کسی سے ملنے نہیں دینا۔" انسپکٹر علی کانسٹیبل سے بولے۔

کیا سوچ رہے ہیں سر؟" انسپکٹر علی کو گہری سوچ میں دیکھ کر انسپیکٹر ضرار نے" پوچھا۔

سوچ رہا ہوں کہ جب اس کی بیٹیوں کو اپنے باپ کی حقیقت پتا چلے گی تو اُن کا ردِ عمل کیا ہو گا؟ پیسوں کی خاطر یہ لوگ اپنے ضمیر کو سلا دیتے ہیں۔ مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ نا جانے ایسے لوگ اپنا انجام کیوں بھول جاتے ہیں۔" وہ افسوس سے سر ہلاتے ہوئے بولے۔

ذوالفقار اور احتشام جیسے لوگ زیادہ عرصے اپنے کالے دھندوں کو جاری نہیں" رکھ پاتے کیوں کہ جرم کبھی چھپتا نہیں ہے۔" انسپکٹر ضرار کے کہنے پر انہوں نے سر ہلایا۔

بالکل اور جب تک میرے جسم میں جان ہے میں ان لوگوں کا خاتمہ کرتا ہوں گا" انشاءاللہ۔" انسپیکٹر علی ایک عزم سے بولے۔